آل انڈیا ملی کونسل

کا

قیام

پس منظر ۔ ضرورت واہمیت
نصب العین ۔ اغراض ومقاصد

ایچ ۱۲/۴۷۷ مومن اسٹریٹ، مرادی روڈ، بٹلہ ہاؤس
جامعہ نگر نئی دہلی ۱۱۰۰۲۵

"اقتصادی اعتبار سے مسلمانوں کا روز افزوں انحطاط اور ملک کے مختلف حصوں میں ان کی بے روزگاری افلاس، تعلیم کی کمی اور ایک باوقار زندگی کے وسائل سے محرومی نے ان کو ہندوستان کے دیگر اقوام میں سب سے پیچھے ڈھکیل دیا ہے۔ ہماری قوم کی معاشی حالت اس حد تک گر چکی ہے کہ اب رکشہ چلانے اور چوتھے درجہ کے ملازمین کی حیثیت سے سرکاری محکموں اور تجارتی وصنعتی ونجی اداروں میں بھی ان کے لئے گنجائش نہیں نکل پا رہی ہے جھونپڑے میں رہنا ان کا مقدر بنتا جا رہا ہے۔ جو صنعتیں مسلمانوں کے ہاتھ میں تھیں سرکاری پالیسیوں کے نتیجہ میں تیزی کے ساتھ ان کے ہاتھ سے نکلتی جا رہی ہیں یا وہ ایسا محنت کش طبقہ بن کر رہ گئے ہیں کہ جس کی محنت اپنی ہوتی ہے لیکن اس کا پھل کوئی اور کھاتا ہے سرکاری پالیسیوں نے بھیونڈی مالیگاؤں (مہاراشٹر) مئو بنارس (اترپردیش) اور بہار کے بھاگلپور جیسے کپڑوں کے صنعتی مراکز کو تباہ کر کے رکھ دیا۔"

"آج غیر تعلیم یافتہ اور بے روزگار افراد کا شمار کیجئے تو سب سے بڑی تعداد مسلمانوں کے درمیان ملے گی۔ اس بے روزگاری اور تعلیم سے محرومی نے ان کو سیاسی میدان اور ملک کی اجتماعی زندگی میں بھی بے وقار بنا دیا ہے اور ان کے ووٹوں کی قدر وقیمت باقی نہیں رہی ہے۔"

(اقتباسات کلیدی خطبۂ اتحاد ملت کانفرنس بمبئی از مولانا مجاہد الاسلام قاسمی قاضی القضاۃ امارت شرعیہ بہار واڑیسہ)

"ہندوستانی مسلمانوں نے اپنے گھر اور خاندانوں کے ماحول میں اللہ کے بتائے ہوئے اور اللہ کے رسول ﷺ کے برتے اور سکھائے ہوئے عائلی قانون (رشتہ داروں کے حقوق و فرائض، تقسیم میراث، نکاح و طلاق اور شادی بیاہ کے طریقوں) کے بارے میں سخت خود رائی، انحراف، رسم ورواج کی پابندی، اور ہمسایہ قوم کی پیروی اور تغافل سے کام لیا ہے۔ شادی میں حد درجہ کا اسراف وفضول خرچی، نمود ونمائش، حدود شرعیہ سے تجاوز اور آخر میں لڑکی والوں سے بڑے چڑھے جہیز کا مطالبہ رواج پا چکا ہے۔ (جس کو کہیں تلک اور کہیں گھوڑا جوڑا کے لفظ سے یاد کیا جاتا ہے) یہ رسم ورواج غیر اسلامی اور غیر شرعی ہی نہیں بلکہ "جاہلیت حاضرہ" کی پیروی، غیر مسلموں کی اندھی تقلید اور دولت پرستی اور پیسہ کی حد سے بڑھی ہوئی لالچ کا وہ مظاہرہ ہے، جو نہ صرف بے برکتی کا باعث ہے، بلکہ بہت جگہ قابل نکاح لڑکیوں کے بیٹھے رہنے اور ان کے والدین اور سرپرستوں کی اس پریشانی کا سبب ہے جو بعض اوقات اور بعض مقامات پر خودکشی کر لینے اور زہر کھا لینے تک پہنچا دیتا ہے۔"

"ملک کی سیاسی جماعتیں ہر مسئلہ کو سیاسی نقطۂ نظر سے دیکھنے، جماعتی نفع و نقصان اور انتخابات میں

بارجیت کے پیمانے سے ناپنے کی عادی اور پابند ہو چکی ہیں۔ وہ تخریب میں اپنی تعمیر اور تفریق میں اپنا اتحاد اور دوسروں کے نقصان و مصیبت میں اپنا فائدہ اور اپنی ترقی سمجھتی ہیں۔ جس ملک میں انسانی جان اتنی ارزاں ہو کہ موہوم سیاسی مقاصد، محدود ذاتی اغراض اور عارضی اور مشکوک اقتدار کی خاطر سینکڑوں، ہزاروں ہم وطنوں کی جان لی جاسکتی ہو، جہاں ایک نعرہ، ایک تقریر اور ایک اشتہار پر دیکھتے دیکھتے بیسیوں گھر بے چراغ اور سینکڑوں بچے اور عورتیں لاوارث کی جاسکتی ہوں، تنگ نظر اور مفاد پرست فرقہ وارانہ قیادت' احیاپرستی کے جذبہ غلط تاریخ اور غلط تعلیم و تربیت غیر دیانتدار اور وطن دشمن صحافت (پریس) روزانہ نفرت و عداوت کے زہر کی ایک بڑی مقدار اس ملک کے لاکھوں کروڑوں باشندوں کے دل و دماغ میں اتارتی رہتی ہے، اس نے تصویر کا صرف ایک ہی رُخ پیش کرنے کی قسم کھائی ہے اس نے ہماری نئی نسل کے دماغوں کو اتنا مسموم کردیا ہے اور اس کو اتنا بے برداشت، غضب ناک، اور زود رنج بنادیا ہے اور اس میں مشتعل ہو جانے کی ایسی صلاحیت پیدا کردی ہے کہ سارا ملک بارود کی ایک سُرنگ کی طرح ہو گیا ہے، جس کو ایک ذرا سے اشارہ سے ہر وقت اڑایا جاسکتا ہے"۔

"ملک کا اخلاقی انحطاط اپنے آخری نقطہ کو پہنچ گیا ہے۔ دولت پیدا کرنے کے جذبہ نے اور تھوڑے سے تھوڑے وقت میں زیادہ سے زیادہ کما لینے کے شوق نے جنون کی شکل اور سام **Hysteria** کی کیفیت اختیار کرلی ہے۔ اور سب پر دولت کمانے اور زیادہ سے زیادہ منفعت حاصل کرنے کا بھوت سوار ہو گیا ہے، یہ جذبہ ملک کے ہر مفاد اور ہر ملکی و سیاسی مصلحت سے بے پرواہ اور بے نیاز ہے، وہ مذہب و اخلاقیات، شرافت و معقولیت شہریت اور آئین، سب کے حدود پھلانگ گیا ہے۔ ہر محکمہ میں سخت بد نظمی، ہر شعبہ میں سخت ابتری، ہر موڑ پر لاقانونیت کا دور دورہ اور رشوت ستانی کی گرم بازاری ہے۔ انتہا یہ ہے کہ لوگ عاجز آکر انگریزوں کے دور کی باقاعدگی اور زندگی کی سہولتوں کو یاد کرنے لگے ہیں۔

(اقتباسات خطبۂ افتتاحیہ اتحاد ملت کانفرنس بمبئی از مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ)

دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر استعماری طاقتیں مسلمانوں کی دینی بیداری اور اسلامی شعور کے فروغ سے بے حد برہم ہیں، وہ بین الاقوامی سطح پر یہ کوشش کر رہی ہیں کہ مسلمان اپنی شیرازہ بندی نہ کرسکیں اور اسلامی نشاۃ ثانیہ کی جو جدوجہد ہو رہی ہے اس کو درہم برہم کردیا جائے، مغربی قومیں آزاد معیشت، مغربی جمہوریت،

سیکولرزم اور آزاد خیال اور اباحیت کے نام پر ایک نئے عالمی نظام کا خواب دیکھ رہی ہیں۔ جس میں اسلام کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔ وہ مغربی طرز فکر کے علاوہ دنیا کے دیگر تمام عقائد و نظریات کو وحشیت و بربریت کی علامات تصور کر رہی ہیں اور مغربی تہذیب کے علاوہ ہر تہذیب کا چراغ گل کر دینا چاہتی ہیں۔

(ماخوذ از کلیدی خطبہ اتحاد ملت کانفرنس بمبئی)

"یوں تو تاریخ کے ہر دور میں اُمت اسلامیہ نے یہودیوں، عیسائیوں اور ہوس پرستوں کے ہاتھوں نقصانات اٹھائے ہیں، کبھی استعماری تسلط کی صورت میں، کبھی صلیبی جنگوں کی شکل میں، کبھی داخلی انتشار و خلفشار کے انداز میں کبھی خلفاء حکام اور قائدین کے قتل و ہلاک کے اسلوب میں کبھی خفیہ ریشہ دوانیوں کے ذریعہ تو کبھی باہمی کشمکش اور خوں ریزی کو ہوا دے کر یہ سلسلہ جاری رہا اور اُمت آپسی اختلافات میں الجھی رہی۔ ایک تاریخی تسلسل کے ساتھ ہر عہد میں اُمت اسلامیہ کو سیاسی و اقتصادی محاذ پر شکست و ریخت سے دوچار کرنے کے لئے خدا کے دشمنوں نے اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں اور اُمت کو زبان و نسل، رنگ و علاقہ، قبیلہ اور علم و تحقیق کے نام پر خانوں میں بانٹنے اور ان کو کمزور کرنے کی تدبیریں کیں، چنانچہ ان عناصر کے کردار کو اندلس میں مسلمانوں کے زوال و خاتمہ اور خلافت عثمانیہ کے زوال و خاتمہ میں صاف دیکھا جا سکتا ہے۔

لیکن اس وقت سب سے سنگین بات بین الاقوامی حالات کی تبدیلی اور مغربی طاقتوں کے بعض اہم اور نئے معاہدات نیز دشمنان خاص سے تعلق و قربت کے تناظر میں، ملت اسلامیہ ہند کا ایک سُرخ دائرہ میں آ جانا ہے اس سیاق میں خود ملک میں تیزی سے آنے والی تبدیلیوں کے نتیجہ میں ملت اسلامیہ پر جو اثرات مرتب ہوں گے اس کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔"

(ماخوذ از مکتوب مرقومہ ۲۰ فروری ۱۹۹۲، ڈاکٹر منظور عالم صاحب چیرمین انسٹی ٹیوٹ آف ابجکٹیو اسٹیڈیز نئی دھلی)

حقیقت حال یہ ہے کہ اس وقت ملت اسلامیہ تاریخ کے ایک نہایت نازک موڑ سے گذر رہی ہے۔ ملکی اور بین الاقوامی دونوں احوال ہمارے لئے ایک چیلنج بن کر سامنے آ رہے ہیں۔ یہاں ایک طبقہ اندھا دھند لوٹ کھسوٹ اور انسانی حقوق کی پامالی میں مشغول ہے اور مظلوموں کی ایک بہت بڑی تعداد ان کے جبر کی چکی میں پس رہی ہے، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول کچھ لوگوں نے اختیار کر لیا ہے۔ سیکولرزم ایک فریب بن گیا ہے۔ ایک بڑا اکثریتی

طبقہ مذہب کو اپنے سیاسی مفادات کے لئے استعمال کر رہا ہے اور فاشزم کے راستہ پر چل پڑا ہے ، ملک کے مظلوم طبقات بالخصوص مسلمانوں کو ایک خاص قسم کے اعصابی تناؤ میں مبتلا کر دیا گیا ہے تاکہ وہ سنجیدہ اور ٹھوس کاموں کی طرف توجہ نہ کر سکیں اور ہنگامی مسائل میں الجھے رہیں ۔ ان حالات سے مجبور ہو کر مسلمان آزادی کے بعد سے اب تک زیادہ دفاعی رویہ اپنانے پر مجبور ہوا ہے ۔ وہ اقدام کی پوزیشن میں کبھی نہ آسکا اور آگے بڑھ کر اس ملک کی اجتماعی زندگی میں جو عظیم فساد رونما ہو رہا ہے اور ملک کی تہذیب و معاشرت میں جو خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں ان کی اصلاح کی جد و جہد نہیں شروع کر سکا ہے ۔ ان کے علاوہ ہمارے بے شمار مسائل کی گتھیاں ہیں ، جنھیں سلجھا لے کی ضرورت ہے ان سنگین مسائل کا حل جس درجہ اجتماعی جد و جہد اور کوششوں کا متقاضی ہے اس کی بڑی حد تک کمی محسوس ہوتی رہی ہے ۔

ملّی کونسل کی اہمیّت وضرورت

ان مخصوص حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ ہندوستان کی اُمت مسلمہ کے درمیان اشتراک و تعاون اور خیر سگالی کی فضا پیدا کی جائے ۔ اور ایک ایسی قیادت کی نشو و نما ہو ، جو حکمت و جرأت کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کر سکے ۔ ملت کے مسائل کا گہرائی کے ساتھ مکمل تجزیہ کرنے اور ان مسائل کو حل کرنے کے لئے طویل المیعاد اور کم مدتی منصوبہ بندی کر کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کو فروغ دے سکے اور اس ملک میں جس کی آبادی کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں شدید غلط فہمیوں میں مبتلا ہے ۔ اس کے سامنے اسلام کی ایک روشن تصویر پیش کر سکے ۔ ایسی قیادت ملک میں امن وامان کے فروغ اور طبقہ داری اور فرقہ وارانہ کشمکش کے خاتمہ کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکے ۔ ملک کے پسماندہ اور مظلوم طبقات کے زخموں پر مرہم رکھنے اور ان کے آنسو پونچھنے کا فریضہ ادا کر سکے ، اور رنگ و نسل ، زبان و مذہب کی بنیاد پر جو باہمی آویزش ہے اس کو انسان دوستی ، اعلیٰ جذبات اور بلند انسانی اقدار کی رہنمائی میں ختم کرنے میں کامیابی حاصل کر سکے ۔ جس کی آواز ملت کی آواز سمجھی جائے اور جس کو پوری ملت کا اعتماد اور تعاون حاصل ہو اور جو گروہی عصبیتوں ، فرقہ وارانہ اختلافات یا طرز فکر ، کسی مکتب خیال ، ادارہ ، مدرسہ ، فقہی مسلک ، خاندان ، سلسلہ ،

یا شخصیت کی مقبولیت و نامقبولیت، نیک نامی بدنامی، کامیابی و ناکامی، تعریف و تنقید کے امکانات و مواقع سے بے نیاز و بالاتر ہو کر، دھڑکتے ہوئے دل کی آواز، حقائق کی تصویر کشی، بیماری اور تکلیف کی اصل جگہ پر انگلی رکھ دینے اور ایسے اظہار حقیقت کا فرض انجام دے، جس میں نہ کسی گروہ و انجمن اور مکتب خیال کی رو رعایت ہو نہ کسی تنظیم اور انجمن کی پاسداری اس کے پیش نظر صرف یہ ہو کر ملک و ملت کے یہ مسائل، ضروریات اور وقت کے یہ حقائق اور صداقتیں ایک متحدہ پلیٹ فارم سے ایک متحدہ آواز میں، صاحب اقتدار جماعت، حکومت اور محب وطن حقیقت پسند اور صاحب ضمیر تنظیموں اور افراد اور پریس و ذرائع ابلاغ تک پہنچ جائے اور اس سے تغافل بر تنا ہی نہیں، بلکہ صرف نظر کرنا بھی صاحب اقتدار اور با اختیار جماعت کے لئے اگر ناممکن نہیں تو دشوار ہو جائے۔

مسلمانوں کی جو جماعتیں اور تنظیمیں پہلے سے موجود ہیں وہ اپنے مخصوص مقاصد اور دائرہ کار میں قابل قدر کام کر رہی ہیں لیکن مسلمانوں کے مسائل اس قدر وسیع الاطراف اور کثیر الجہات ہیں کہ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ایک ایسے پلیٹ فارم کی واقعی ضرورت ہے جس میں بلالحاظ مسلک و خیال ملت کے سبھی اجزا و عناصر شامل ہوں اس مقصد کے لئے آزادی کے بعد کئی قابل قدر کوششیں ہوئیں مگر اس کے باوجود ہندوستان گیر پیمانے پر ملت اسلامیہ کا کوئی ایسا وسیع و اجتماعی پلیٹ فارم نہ بن سکا جو ان کے ہندوستان گیر اور مشترک مسائل میں اتفاق رائے تک پہنچنے میں معاون ہوتا اور ملت کی اجتماعی رائے کے اظہار کا ذریعہ بنتا۔ ہمارے مسائل دینی، سیاسی، معاشرتی، تعلیمی ثقافتی اور اقتصادی نوعیت کے تھے اور ملک کے حکمراں طبقہ نے ہمارے انتشار سے فائدہ اٹھا کر ان مسائل کو سنگین سے سنگین تر بنانے کی کوشش کی، ملک کی اکثریت اور ارباب اقتدار نے کبھی یہ پسند نہ کیا کہ مسلمان ہندوستان گیر پیمانے پر منظم و مجتمع ہو کر اپنے دیرینہ مسائل کے حل کی کوشش کریں، ہمارے اجتماعی مسائل میں سے بیشتر مسائل سیاسی سطح کے حل کے طالب تھے لیکن بدقسمتی سے ہم ایک متحدہ سیاسی موقف اختیار کرنے میں بھی بری طرح ناکام رہے۔

ان احساسات کی روشنی میں ملت کے فکرمند احباب کئی برسوں سے اس سوال پر غور کر رہے تھے کہ ان سنگین حالات کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کو اتحاد و تنظیم کی لڑی میں پرو دینے کے لئے کیا اقدام کیا جائے چنانچہ آج سے دو سال پہلے یکم و ۲ر جون ۱۹۹۱ء کو سورج کنڈ ہریانہ میں انھیں احساسات کے تحت ملت کے باشعور افراد جمع ہوئے حالات کے جائزہ کے بعد یہ حضرات اس بات پر متفق ہوئے کہ ہندوستانی مسلمانوں کے بے شمار حل طلب

مسائل کو حل کرنے کے لئے سنجیدہ اجتماعی جد وجہد کی جانی چاہئے۔ اور ان کا کوئی مؤثر دموقر پلیٹ فارم ہونا چاہئے۔ اجتماع نے ایک چھ نکاتی اغراض ومقاصد کا خاکہ بھی طے کیا سورج کنڈ میں ملک کے موقر اہل فکر کے اجتماع کے بعد گفتگو وشورے کا سلسلہ جاری رہا، ملت کے ممتاز رہنماؤں، تعلیمی واقتصادی میدان کے ماہرین اور سماجی زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دینے والے حضرات سے تعاون کی درخواست کی گئی۔ بحمد اللہ، سب نے نہ صرف اس پیغام کا خیر مقدم کیا بلکہ تعاون کی یقین دہانی کے ساتھ اس کا مطالبہ کیا کہ حالات کا تقاضا یہ ہے کہ اب دیر نہ کیا جائے۔ اور جلد از جلد ملت کے اکابر، خادمین قوم اور دانشور حضرات کو جوڑ کر کوئی مؤثر اقدام کیا جائے۔

چنانچہ ۱۲ر اپریل ۱۹۹۲ء کو اس مسئلہ پر مزید غور فکر کے لئے دہلی میں ملک کے مختلف حصوں سے منتخب افراد کو جمع کیا گیا، جس میں یہ طے ہوا کہ سورج کنڈ کے فیصلوں کے خطوط پر ملت کا ایک متحدہ پلیٹ فارم تشکیل دینے کے معاملہ پر غور کرنے کے لئے بڑے پیمانے پر ایک اجلاس بلایا جائے۔ اجلاس کی تیاری کے سلسلے میں ایک وفد ملک کی موقر شخصیتوں سے ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ سب سے پہلے مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ سے وفد نے ملاقات کی، مولانا موصوف نے اس مقصد کی تائید فرمائی، اس طرح کے اقدام کو خوش آمدید کہا اور اجلاس کے افتتاح کرنے کا وعدہ فرماتے ہوئے مشورہ دیا کہ یہ اجلاس بمبئی میں کیا جائے۔ استقبالیہ کی ذمہ داریاں قبول کرنے کے لئے بمبئی کے ذمہ داروں کے نام انھوں نے ایک پر اثر خط بھی تحریر فرمادیا۔ بمبئی میں مجلس استقبالیہ کی تشکیل ہوگئی، "اتحاد ملت کانفرنس" اجلاس کا نام طے کیا گیا ۲۳، ۲۴ر مئی ۱۹۹۲ء کی تاریخیں مقرر کی گئیں۔ ملک کے ۲۸ر نامور علماء وزعماء مشائخ ودردمندان ملت کی جانب سے دعوت نامہ ملت اسلامیہ کے ڈھائی سو منتخب اور ممتاز افراد کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ وقت کی بے حد کمی اور موسم کی شدت کے باوجود آسام، مغربی بنگال، بہار، پنجاب، دہلی، یوپی، راجستھان، گجرات، مہاراشٹر، اندھرا، کرناٹک، ٹملناڈو، کرالہ وغیرہ سے ۲۲۹ مندوبین شریک اجلاس ہوئے جو یقیناً علامت ہے اس اضطراب کی جو ملت کے افراد کے دلوں میں ملت کی شیرازہ بندی کے لئے موجود ہے۔

۲۳ر مئی ۱۹۹۲ء کی صبح ساڑھے نو بجے کمیونٹی ہال بمبئی سنٹرل میں کانفرنس کا افتتاحی اجلاس امیر شریعت کرناٹک مولانا ابوالسعود کی صدارت میں، تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا صدر مجلس استقبالیہ مولانا ظل الرحمٰن صدیقی نے مہمانوں کا استقبال اپنے خطبہ سے کیا۔ اس کے بعد مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی

دامت برکاتہم اتحاد ملت کانفرنس کے افتتاح کے لئے تشریف لائے۔ انہوں نے نہایت وقیع، علمی، تحقیقی اور حالات ومشاہدات اور تجربات پر مشتمل نہایت پر درد اور فکر انگیز خطبہ پیش فرمایا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ان کے دل کی گہرائیوں میں ملت کے درد کا جو سمندر موجزن ہے اس کا قطرہ قطرہ خطبہ میں سمٹ کر آگیا تھا پھر کانفرنس کے قافلہ سالار مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے اپنا کلیدی خطبہ پیش کیا جو قومی و ملی تاریخ کا بھرپور جائزہ، حالات کی صحیح تشخیص اور بہترین نباضی کے ساتھ دلوں کو چھو لینے والا اور فکر وشعور کی دنیا میں زبردست انقلاب برپا کر دینے والا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس ادبی اور دستاویزی خطبہ نے سامعین کو چونکا دیا اور ان کے فکر و خیال میں ایک زلزلہ آگیا۔

اب مندوبین کے اظہار خیال کی باری تھی۔ سب سے پہلے مولانا مجیب اللہ ندوی تشریف لائے اور انھوں نے اپنے تحریری خطبہ سے اس سلسلے کا آغاز کیا، اور نہایت فکر انگیز خیالات کا اظہار فرمایا۔

شام کا اجلاس مولانا شاہ عبدالحفیظ جنیدی بنگلور کی صدارت میں کلیدی خطبہ پر غور وفکر کے لئے منعقد ہوا جس میں مسلم ایڈوکیٹ فورم کرناٹک کے صدر ایم بشیر احمد ایڈوکیٹ، مولانا گلزار احمد اعظمی بمبئی، تعمیر ملت حیدرآباد کے صدر مولانا سلیمان سکندر زیرالہ سمر تھک جمعیۃ علماء کے صدر مولانا کے۔ ٹی مؤذن مصلیار مولانا شاہ عبدالحفیظ جنیدی امام وخطیب جامع مسجد بنگلو، پروفیسر عبدالسلام پروداکس چانسلر کیرالہ، نائب صدر سنٹرج کمیٹی بمبئی جناب احمد زکریا، ڈاکٹر عبدالکریم نائک بمبئی صدر جمعیۃ اہل حدیث مولانا مختار احمد ندوی بمبئی، مسٹر ابوبکر میکار کلکتہ، مولانا خلیل الرحمن سجاد ندوی لکھنؤ، شیعہ مجتہد مولانا کلب صادق لکھنؤ، صدر جمعیۃ علماء مہاراشٹر مولانا جنید احمد بنارسی، الامین نیشنل کارپوریشن کے چیرمین جناب کے رحمان خان بنگلور، پروفیسر مقیم الدین علی گڑھ، امیر ملت اسلامیہ اندھرا پردیش مولانا حمیدالدین عاقل حسامی جناب غلام محمود بنات والا سابق ایم پی بمبئی کے اظہار خیال کے بعد صدر کے اختتامی کلمات پر ۲۳ر مئی کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۲۴ر مئی ۱۹۹۲ء کا پہلا اجلاس مولانا کلب صادق کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے صبح ساڑھے آٹھ بجے شروع ہوا۔ جناب عبدالرحیم قریشی ایڈوکیٹ حیدرآباد نے کانفرنس کی پہلی اور بنیادی تجویز بعنوان آل انڈیا ملی کونسل کی تشکیل پیش کی، مولانا مجیب اللہ ندوی، جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ، مولانا ابوالسعود کرناٹک، ڈاکٹر نعیم حامد،

پروفیسر خلیل عباس صدیقی کلکتہ، مولانا فضیل الرحمان ہلال عثمانی پنجاب، مولانا محمد حنیف ملی مالیگاوں، مولانا ظہیر عباس بمبئی، مسٹر انیس چشتی پونا، مسٹر قمر الاسلام کرناٹک، ڈاکٹر اے ایم منشی، مولانا مختار احمد ندوی، مولانا نظام الدین پٹنہ کی تائید کی تقریروں کے بعد اتفاق رائے سے یہ تجویز منظور کر لی گئی کانفرنس نے مولانا مجاہد الاسلام قاسمی کو آل انڈیا ملی کونسل کا کنوینر منتخب کیا، کونسل کے لیے ساٹھ آساسی ممبروں اور ایک سو اکتالیس میقاتی ممبروں کے انتخاب کا فیصلہ کیا نیز کانفرنس کے کلیدی خطبہ کے اخیر میں جن سات نکات کو پیش کیا گیا ہے۔ ان کو آل انڈیا ملی کونسل کے اغراض و مقاصد میں شامل کر لیا گیا۔ اس کے بعد دوسری تجویز بعنوان "مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی" ڈاکٹر سید عبدالباری نے پیش کی جو تائید کے بعد منظور کر لی گئی، پھر صدر کے اختتامی کلمات کے بعد نشست اختتام پذیر ہوگئی

اتحاد ملت کانفرنس کا چوتھا اور آخری اجلاس مولانا مجیب اللہ ندوی کی صدارت میں شام کے ۳ بجے شروع ہوا۔ جس میں ۱۳ تجویزیں منظوری کے لئے پیش کی گئیں اور تائید کے بعد یہ تمام تجویزیں منظور کر لی گئیں، "شمالی بہار اور ملک کے دیگر حصوں میں مسلمانوں کی شہریت سلب کرنے کی مذموم تحریک" پر تجویز مولانا محمد اسرار الحق قاسمی نے پیش کی، مظلوم طبقات کے تعلق سے تجویز جناب عبدالحفیظ خاں مدیر رہگذر حیدر آباد نے پیش کی، ٹاڈا کے ناروا اور بے جا استعمال پر تجویز جناب عبدالقیوم اختر ایڈوکیٹ نے پیش کی، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کی صورت حال پر تجویز جناب کمال فاروقی نے پیش کی، مسلمانوں کی اقتصادی پسماندگی پر تجویز رحمان خاں صاحب نے پیش کی، اس تجویز کی تائید مولانا عبداللہ طارق دہلوی نے کی، ملک کے اندر موجودہ فاسسٹ رجحانات اور فرقہ وارانہ صورت حال پر تجویز مولانا ظل الرحمان صدیقی نے پیش کی، حالات حاضرہ میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں کے عنوان پر تجویز جناب ابراہیم سلیمان سیٹھ نے پیش کی، مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی اور آرٹیکل ۳۰(۱) کی خلاف ورزیوں پر تجویز جناب قمر الاسلام گلبرگہ نے پیش کی۔ ان کے علاوہ بین الاقوامی حالات کے تعلق سے "افغانستان" پر تجویز جناب علی میاں شمسی بمبئی نے پیش کی، "اسرائیل سے سفارتی تعلقات کے قیام کی مذمت" پر تجویز جناب امین الحسن رضوی دہلی نے پیش کی، "برما کے روہنگیا مسلمانوں پر مظالم" کے تعلق سے تجویز جناب عبدالحنان چاند دہلی نے پیش کی "مسلم ممالک کے خلاف مغرب کی سازش" پر تجویز جناب ابراہیم شیخ نے پیش کی جس کی تائید مولانا شاہ قادری سید مصطفےٰ رفاعی ندوی نے فرمائی، اخیر میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمی نے اصلاح معاشرہ پر

اپنی تجویز پیش کرتے ہوئے ملت اسلامیہ سے اپیل کی کہ وہ اپنی معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کی طرف فی الفور توجہ کرے۔ اس کے بعد کانفرنس کے داعیان کی طرف سے مولانا عبداللہ مغیثی میرٹھ نے اہل بمبئی اور مجلس استقبالیہ کا ان کے شاندار اور پرخلوص میزبانی کے لئے شکریہ ادا کیا اخیر میں جناب ہارون بھائی ہوزری والے بمبئی نے مجلس استقبالیہ کی طرف سے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اس طرح صدر کے اختتامی کلمات کے بعد دعا پر دو روزہ اتحاد ملت کانفرنس اختتام پذیر ہوگیا۔

نصب العین

آل انڈیا ملی کونسل:

(۱) بلا لحاظ تفریق مسلک وخیال پوری ملت اسلامیہ کا نمائندہ ہوگا، اور بحیثیت خیر امت ملت کو اپنی ذمہ داریوں کی تکمیل کے قابل بنانے کی کوشش کرے گا۔

(۲) دینی تعلیمی، معاشی، معاشرتی ترقی وبہبود نیز ملت کی سیاسی حیثیت کو مستحکم کرنے کے لئے ٹھوس اور مثبت اقدام کرے گا۔

(۳) وقتی اور ہنگامی واقعات سے بالاتر ہو کر حالات کے پورے جائزے کی روشنی میں فوری اور طویل مدتی منصوبہ بندی کرے گا۔ اور ایسے اقدامات کئے جائیں گے جن میں تدریج اور تسلسل ہو اور اس مقصد کے لئے مختلف شعبہ ہائے حیات میں، ملت میں موجود صلاحیتوں کو مربوط اور اکٹھا کرے گا۔

(۴) گروہی عصبیتوں، فرقہ وارانہ اختلافات یا طرز فکر، کسی مکتب خیال، ادارہ، مدرسہ فقہی مسلک، خاندان یا سلسلہ یا شخصیت کی مقبولیت ونامقبولیت، نیک نامی وبدنامی، کامیابی وناکامی، تعریف وتنقید کے امکانات وموانع سے بے نیاز وبالاتر ہو کر دھڑکتے ہوئے دل کی آواز، حقائق کی تصویر کشی، بیماری اور تکلیف کی اصل جگہ پر انگلی رکھدینے کا فرض انجام دے گا۔

(۵) اظہار حقیقت کا ایسا فرض انجام دے گا، جس میں نہ کسی گروہ وانجمن اور مکتب خیال کی رورعایت ہو، نہ کسی تنظیم اور انجمن کی پاسداری اور دور کا یہ خیال بھی کہ اس کا فائدہ فلاں قیادت یا فلاں

مرکز کو پہنچے گا۔ اور اس کو ملت میں دوسری قیادتوں اور مرکزوں پر تفوق اور بالادستی حاصل ہوگی۔

(۹) اس کے پیش نظر صرف یہ ہوگا کہ ملک و ملت کے یہ مسائل، ضروریات اور وقت کے یہ حقائق اور صداقتیں ایک متحدہ پلیٹ فارم سے ایک متحد آواز میں صاحب اقتدار جماعت، حکومت اور محب وطن حقیقت پسند اور صاحب ضمیر تنظیموں اور افراد اور پریس و ذرائع ابلاغ تک پہنچ جائے، اور اس سے تغافل برتنا ہی نہیں بلکہ صرف نظر کرنا بھی صاحب اقتدار اور با اختیار جماعت کے لئے اگر ناممکن نہیں تو دشوار ہو جائے۔

اغراض ومقاصد

(۱) کلمہ طیبہ کی بنیاد پر مسلمانوں میں اجتماعیت اور اتحاد پیدا کرنا اور اس بات کی کوشش کرنا کہ مسلمان بحیثیت خیر اُمت اس ملک میں اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔

(۲) ہندوستانی مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرنا۔

(۳) مسلمانوں کی دینی و مذہبی تشخص، نیز تہذیبی و ثقافتی شناخت کے تحفظ کی کوشش کرنا اور اس سلسلے میں ان مقاصد کے لئے کی جانے والی کوششوں میں خواہ کسی جہت سے ہو رہی ہوں ربط و توافق پیدا کرنا اور ان سے تعاون کرنا۔

(۴) ملک کے بڑھتے ہوئے فسطائی اور فرقہ وارانہ منافرت اور تشدد کے رجحانات کے مقابلہ کے لئے رائے عامہ کو بیدار کرنا، ہندوستان کی تمام مذہبی و تہذیبی اکائیوں اور فرقوں کے درمیان خیر سگالی اور برادرانہ تعلقات کو مستحکم کرنے کی کوشش کرنا اور ان کے اندر باہمی اعتماد کی فضا پیدا کرنا اور ہندوستان کے تمام شہریوں بالخصوص اقلیتوں اور مظلوم طبقات کی جان و مال، عزت و آبرو اور تہذیب و تمدن کے تحفظ کی کوشش کرنا۔

(۵) مسلمانوں میں حوصلہ اور خود اعتمادی کو بحال کرنا اور ان میں اس احساس کو ابھارنا کہ وہ اس ملک میں دوسرے درجہ کے شہری نہیں ہیں بلکہ دستوری طور پر اقتدار میں برابر کے شریک ہیں۔ اور ملک کی تعمیر و ترقی

اور ایک ایسے نظام کو قائم کرنے میں جو سماجی انصاف کا ضامن ہو انھیں اپنا قرار واقعی رول ادا کرنا ہے۔

(۶) مسلمانوں کی تعمیر و ترقی اور ان کی تعلیمی، معاشی و معاشرتی فلاح و بہبود کے لئے منصوبہ بندی، دینی تعلیم کے مدارس و مکاتیب، عصری تعلیم کے معیاری اسکول و کالج، پروفیشنل تعلیم کے ادارے و کالج، طبی مراکز، دواخانوں، نیز صنعت و حرفت، دستکاری و تجارت کے شعبوں میں ایسے اداروں کے قیام کی کوشش کرنا، جن کے ذریعہ مسلمانوں کو ان میدانوں میں آگے بڑھنے کا موقع ملے اور وہ اپنی محنت کا پورا صلہ پائیں۔ اور ان مقاصد کے لئے قائم تنظیموں اور جاری کوششوں کے درمیان ربط و ہم آہنگی پیدا کرنا اور ان کو تقویت پہنچانا۔

(۷) مسلمانوں میں سیاسی و اجتماعی شعور بیدار کرنا اور حالات کی پیچیدگی اور نشیب و فراز سے انھیں باخبر رکھنا اور مناسب رہنمائی فراہم کرنا۔

(۸) ملت اسلامیہ میں مقامی سطح سے ملکی سطح تک فعال قیادت کو پروان چڑھانا تاکہ ہر سطح پر ان مقاصد کی تکمیل میں مدد مل سکے۔

کتابت: الیاس، مظفرپور، بہار